کے بیان کرنے سے ان کو باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس بنا پر اب جو کمیشن مقرر ہوا ہے اُس سے فائدہ اُٹھانے کی صورت یہی ہے کہ فساد زدہ علاقوں کے مسلمان اور دوسرے حق پسند انصاف دوست غیر مسلم حضرات کسی قسم کے خوف یا لالچ کے بغیر جو اصل واقعات ہیں ان کو بے کم و کاست اور من وعن کمیشن تک مکمل اور ناقابل تردید ثبوت کے ساتھ پہنچائیں۔ یہ خود ان کی نہیں بلکہ ملک و قوم کی بھی عظیم الشان اور قابل قدر خدمت ہوگی۔ اس سلسلہ میں ملک کی مسلم اور غیر مسلم جماعتیں جو ان فسادات کو ملک کے لئے تباہ کن سمجھتی اور ان کے انسداد کے لئے اپنی جیسی کوشش کیا کرتی رہتی ہیں۔ ان کا بھی فرض ہے کہ وہ اس موقع پر اپنے لائق اور قابل نمائندے ان فساد زدہ علاقوں میں بھیجیں تاکہ وہ اصل واقعات کی روداد مرتب کرنے اور کمیشن کے زیر بحث اور بے لوث شہادتوں کے پیش ہونے پر مقامی لوگوں کی مدد کر سکیں۔ یہ کام ٹھنڈے دل و دماغ مگر سرگرمی، جوش اور خلوص و دیانت سے کرنے کا ہے اخباری پروپاگنڈہ اور پُرزور بیانات جس کے مسلمان سب سے زیادہ عادی ہیں اُن سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

پچھلے دنوں جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کے متعلق دلی کے ایک موقر روزنامہ نے ایک پُرزور مقالہ افتتاحیہ لکھا تھا جس میں جامعہ کے وائس چانسلر کے ایک سرکلر کا ذکر تھا کہ آئندہ (۱) جامعہ کی تعطیل بجائے جمعہ کے اتوار کو ہوگی اور (۲) جامعہ کی کسی تقریب کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت سے نہیں ہوگا۔ جہاں تک سرکلر کے پہلے جزو کا تعلق ہے تو اس میں شبہ نہیں کہ یہ اطلاع صحیح ہے اور دسہرہ کی تعطیل کے بعد سے اس پر عمل درآمد بھی شروع ہو گیا ہے۔ لیکن اس میں قابل اعتراض بات کیا ہے؟ ایک ایسا ادارہ جس کو ان سرکاری اور غیر سرکاری اداروں سے روزمرہ واسطہ پڑتا ہو جہاں تعطیل کا دن اتوار ہو اس کے لئے تعلیمی اور انتظامی سہولت اسی میں ہے کہ اس کے ہاں بھی تعطیل کا دن اتوار ہی ہو۔ رہی جمعہ کی تعطیل تو اس کا حکم نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں۔ بلکہ سچ پوچھئے تو قرآن کی سورۂ جمعہ میں نماز جمعہ سے متعلق جو آیات ہیں اُن سے تو بطور دلالۃ النص کے اور اشارۃً یہ ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن تعطیل ہونی ہی نہیں چاہیئے۔ چنانچہ فرمایا گیا "اے ایمان والو! جب نماز جمعہ کے لئے اذان ہو جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید و فروخت (یعنی کاروبار) چھوڑ دو" معلوم ہوا کہ اذان سے قبل تک کاروبار کی اجازت تھی اور مسلمان کرتے بھی تھے۔ پھر جب نماز ختم ہو جائے تو اب ارشاد ہے کہ تم اپنے کام پر پہنچ جاؤ" اور کسب معاش کرو۔ اس سے ظاہر ہوا کہ نماز سے فراغت کے بعد

بھی صرف اجازت نہیں بلکہ حکم ہے کہ اپنے اپنے دھندے سے جا کر لگو۔ اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ ہمیں اس میں شبہ ہے کہ جس طرح آج ساری دنیا میں ہفتہ میں ایک دن بطور یوم تعطیل کے منایا جاتا ہے ابتدائی عہد اسلام میں اس کا رواج تھا بھی یا نہیں!

رہا مبینہ سرکلر کا دوسرا جز! تو معلوم نہیں اخبار مذکور کا ذریعہ معلومات کیا ہے اور اس کی کیا حقیقت ہے۔ بہرحال اپنا مشاہدہ تو یہ ہے کہ ۲۹ اکتوبر کو جامعہ کا جلسہ تقسیم اسناد تھا جو جامعہ کی روایات کے مطابق بڑی خوش سلیقگی اور حسن انتظام کے ساتھ منعقد ہوا۔ جلسہ کے صدر امیر جامعہ "ڈاکٹر ذاکر حسین" صاحب تھے۔ اڈریس دلی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر گنگولی نے پڑھا۔ جلسہ کا آغاز ایک خوش الحان قاری کی تلاوت قرآن مجید اور پھر تلاوت کردہ آیات کے ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد شیخ الجامعہ نے اپنی رپورٹ پڑھی، رپورٹ کے بعد کامیاب اُمیدواروں کو ڈگریاں دی گئیں۔ از اول تا آخر ساری کارروائی شستہ اور خالص اُردو زبان میں ہوئی۔ ہندی یا انگریزی کا ایک لفظ بھی درمیان میں کہیں نہیں آیا ڈاکٹر گنگولی اردو نہیں جانتے اس لئے اُن کا اڈریس بیشک انگریزی میں تھا۔ لیکن اس کا بھی اُردو ترجمہ ہوا پہلے سے ہر مہمان کی کرسی پر رکھ دیا گیا تھا۔ اسٹیج پر جامعہ کا مونوگرام ایک کپڑے پر موٹے حروف میں لکھا ہوا جو آویزاں تھا وہ بھی اُردو میں ہی تھا پھر شیخ الجامعہ سے لے کر اساتذہ اور طلبا تک (باستثنائے چند جو مغربی لباس میں تھے) سب جامعہ یونیفارم میں ملبوس تھے یعنی سر پر گاندھی کیپ جو درحقیقت جناح کیپ ہے (کیونکہ گاندھی جی ٹوپی اوڑھتے ہی کب تھے) اور شیروانی اور پاجامہ! راقم الحروف جلسہ تقسیم اسناد میں بیٹھا یہ سب کچھ اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا اور دل میں بار بار یہ شعر گذر رہا تھا:۔

کچھ تو ہوتے ہیں محبت میں جنوں کے آثار
اور کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں

بہرحال دونوں چیزوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اگر معاملہ صرف جمعہ کے بجائے اتوار کو تعطیل کرنے کا ہے تو اس میں کوئی قباحت اور مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر سرکلر کا مبینہ دوسرا جز بھی صحیح ہو تو ہندوستان کے مسلمانوں کو اس پر ماتم منانا چاہئے۔ کیونکہ یہ قرآن کی توہین ہے اور اسے برداشت نہیں کیا جا سکتا۔